Name of the candidate : Sheikh Mohammad Mansoor Ul Haq
Name of the Supervisor : Professor Kausar Mazhari
Department : Department of Urdu
Topic of Research : Urdu afsane mein kashmiri culture ki akkasi
Keywords : Afsana,Culture,Asloob,Tanqeed,

Abstract

ہندوستان مختلف قوموں، مختلف تہذیبوں اور مختلف دھرموں سے سجا ایک خوبصورت گلدستہ ہے۔ سبھی قومیں ہندوستان میں صدیوں سے ایک ساتھ رہتی آ رہی ہیں۔ ہندوستان کی انہی تہذیبوں میں ایک منفرد تہذیب خطہء کشمیر کی ہے۔ جس کا رنگ، ڈھنگ، رہن سہن، کھان پان، قدرتی بناوٹ، فصلیں، اناج اور آب و ہوا باقی کے ہندوستان سے بالکل مختلف اور جدا ہے۔ خطّہ کشمیر کی تہذیب نے اپنی انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔

زیرِ بحث مقالے ''اردو افسانے میں کشمیری کلچر کی عکاسی'' میں کشمیر کی اردو افسانہ نگاری کے حوالے سے ہندوستان کی اس عظیم تہذیب کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس مقالے کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب '' کلچر تہذیب و ثقافت: معنی و مفہوم'' ہے جس میں کلچر تہذیب و ثقافت کی مختلف حوالوں سے تعریف بیان کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں ''ادب میں تہذیبی و ثقافتی قدروں کی پہچان'' میں ادب اور ثقافت کے رشتے کو واضح کیا گیا ہے۔ مشرق اور مغرب کا ادب ہمیشہ سے ایک دوسرے سے الگ رہا ہے اس کی وجہ دونوں تہذیبوں کا مختلف کلچر ہے۔ اس باب کو دو ضمنی ابواب مشرق کے حوالے سے اور مغرب کے حوالے سے تقسیم کیا گیا ہے۔ مقالے کا باب سوئم ''اُردو افسانے میں مشترکہ تہذیب'' ہے جس میں اردو افسانے میں مشترکہ تہذیب کے عناصر کو واضح کیا گیا ہے۔ اُردو افسانوں میں آغاز سے حال تک کسی نہ کسی صورت میں مشترکہ تہذیب کی عکاسی کم و بیش ہر پہلو سے کی گئی ہے۔

مقالے کے باب چہارم ''جموں کشمیر کے نمائندہ افسانہ نگار'' میں جموں و کشمیر کے اہم افسانہ نگاروں کی افسانوی خدمات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے۔ اٹھارہویں صدی کے نصف آخر میں پنڈت ہرگوپال خستہ اور سالگرام سالک کے قصوں کا ذکر تو عبدالقادر سروری اور برج پریمی ایما کے علاوہ بھی کئی دانشوروں نے کیا ہے لیکن ادھر جو تحقیق سامنے آ رہی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ محمد الدین فوق جموں کشمیر کے وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے انیسویں صدی کے اخیر اور بیسویں صدی کے اوائل میں افسانے بھی لکھے اور ناول بھی تحریر کئے۔ ان کے علاوہ بھی فوق نے اور بھی متعدد افسانے داستانی اور تمثیلی اسلوب میں لکھے۔ چونکہ فوق نے خود ہی اپنی اخلاقی نوعیت کی کہانیوں کو 'حکایت' کا نام دیا ہے اس لئے اردو افسانہ کے محققین اور ناقدین نے فوق کی کہانیوں کو اردو افسانہ کے مطالعہ میں شامل نہیں کیا ہے جب کہ فوق کی حکایات میں مختصر افسانہ کے نقوش نمایاں طور پر موجود ہیں۔ محمد الدین فوق کے بعد نرسنگھ داس نرگس، غلام احمد کشفی، صاحب زادہ حسن شاہ اور محمود ہاشمی اور صاحب زادہ محمد عمر وغیرہ کے نام لئے جاتے ہیں۔ لیکن جموں کشمیر میں اردو پہلا باضابطہ افسانہ نگار کسے قرار دیا جائے اس کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہو سکا ہے۔ دراصل ۱۹۳۰،۳۲ء. کے آس پاس کشمیر میں

شیخ محمد عبداللہ کی قیادت میں مسلم کانفرنس کے پرچم تلے ''تحریک آزادی'' شروع ہوئی تو اس کے نتیجے میں ادب کی تخلیق کی رفتار بھی متاثر ہوئی۔اس دوران آزادی اور انقلاب کے حوالے سے نظمیں تو خوب لکھی گئیں لیکن افسانے خال خال ہی شائع ہوئے۔

جموں کشمیر کے افسانہ نگاروں میں نور شاہ کا نام قابل ذکر ہے۔نور شاہ متواتر اردو افسانہ نگاری کے میدان میں اپنی مہارت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ریاست جموں وکشمیر میں اُردو افسانہ بڑی تیز رفتاری سے فروغ پا رہا ہے۔حامدی کاشمیری،، خالد حسین، ڈاکٹر اشرف آثاری امین بنجارا، ویدراہی، ولی محمد، حسن ساہو، ڈاکٹر ظہورالدین، ورنیدر پٹواری، جان محمد آزاد، آنند لہر، دیپک بُدکی وغیرہ کے بعد کی نسلوں میں جتنے بھی افسانہ نگار سامنے آرہے ہیں مثلاً مشتاق احمد وانی، راجہ یوسف، غلام نبی شاہد، ریاض توحیدی ،مشتاق مہدی، بشیر شاہ، خواجہ فاروق رینزو، ناصر ضمیر، زاہد مختار، شیام طالب، شیخ بشیر احمد، ذنفر کھوکھر ،منصور احمد منصور، پرویز مانوس، سیدہ نکہت فاروق، مجیدار جمند، مقبول ساحل، میر ایوب میر اور ملک ریاض فلک وغیرہ کے نام لئے جاسکتے ہیں۔ان افسانہ نگاروں میں بعض ایسے معتبر فن کار ہیں جو گذشتہ دو تین دہائیوں سے ریاست جموں وکشمیر میں اُردو افسانے کی نئی راہیں ہموار کر رہے ہیں۔

مقالے کا پانچواں باب ''اردو افسانے میں کشمیری کلچر کی عکاسی'' ہے جسے مزید دو ابواب ''جموں وکشمیر کے افسانہ نگاروں کے حوالے سے'' اور ''غیر کشمیری افسانہ نگاروں کے افسانوں میں کشمیری کلچر کی عکاسی'' کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ یہاں کے افسانہ نگاروں نے نمایاں طور پر کشمیری تہذیب وثقافت کو اپنے اپنے افسانوں میں پیش کیا ہے۔علاوہ ازیں کشمیر کے باہر کے افسانہ نگاروں نے بھی مختلف زاویوں سے کشمیری کلچر، تہذیب وثقافت کو اپنے افسانوں میں پیش کیا۔ جہاں انھوں نے کشمیری رہن سہن، رسومات اور غربت وغیرہ کو پیش کیا ہے وہیں کشمیر کے خوب صورت مناظر بھی ان آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئے ہیں۔چاہے موسم بہار کے حسین نظارے ہو یا موسم سرما کی شدت بھری سردی میں برف سے ڈھکی وادی ہو۔ان کے یہاں کشمیر کے کھیت کھلیان ،برف پوش پہاڑ، سر بفلک درخت جلوہ نما ہوتے ہیں۔کشمیری زبان کے الفاظ اور گیت کشمیری رسومات کے ساتھ ان کے یہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ کشمیری اور غیر کشمیری اردو افسانہ نگاروں نے اپنے افسانوں میں کشمیری کلچر کی بھرپور عکاسی کی ہے۔انہوں نے اپنے افسانوں میں جہاں کشمیر کی دلفریب آب وہوا، پہاڑوں، جھیلوں، دریاؤں اور قدرتی مناظر کے دلکش مناظر پیش کیے ہیں۔ وہیں انھوں نے کشمیری کلچر کی خوبیوں اور خامیوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ نیز انھوں نے کشمیر کے مسائل پر بھی گفتگو کی ہے۔کشمیر کے مسائل پر لکھتے وقت یہ افسانہ نگار انسانیت کے سچے عکاس نظر آتے ہیں۔انھوں نے کھل کر انسانیت کی بقاء اور اس کے فروغ کی وکالت کی ہے۔اس طرح اردو افسانہ نگاروں نے کشمیر کے کلچر اور یہاں کے مسائل کو پوری دنیا کے آگے رکھنے کی کوشش کی ہے۔المختصر یہ کہ کشمیر میں اردو افسانہ نگاری کی طویل روایت رہی ہے جو آج بھی جوں کی توں برقرار ہے۔

☆☆☆